AL-ILM Journal

Volume 5, Issue 2

ISSN (Print): 2618-1134
ISSN (Electronic): 2618-1142

Issue: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/
URL: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/

Title	Qissa Adam Aur Ilm Waja Mansab e Khilafat
Author (s):	Tahira Yasmeen
Received on:	10 Augeust, 2021
Accepted on:	17 September, 2021
Published on:	10 October, 2021, 2021
Citation:	English Names of Authors, “Qissa Adam Aur Ilm Waja Mansab e Khilafat”, AL-ILM 5 no 2 (2021): 22-39
Publisher:	Institute of Arabic & Islamic Studies, Govt. College Women University, Sialkot

قصہ آدمؑ اور علم وجہِ منصب خلافت

طاہرہ یاسمین*

Abstract

The stories stated in the Holy Quran have become the centre of the writing and thinking of the scholars for centuries. One of the best stories among them is the story of Hazrat Adam (A.S) which is explained in various surahs of Holy Quran with different aspects. The story of Hazrat Adam (A.S) has many meaningful directions. One of them is the knowledge that is the reason of Hazrat Adam (A.S) caliphat. As knowledge is compulsory for the caliphate, hence present study will explain it from the perspective of major topics; (1) The nature of knowledge, (2) Capability of knowledge, (3) Teaching of knowledge, (4) Expression of knowledge, (5) Grace of knowledge, (6) Application of knowledge.
In the story of Hazrat Adam (A S) is the basic key that وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا[1] provide guidance about the nature of knowledge. The honor of a human being is that he possesses the ability of knowledge by birth. Therefore, the honor granted to Hazrat Adam (A.S) as caliph of Allah (S.W) is also a result of this basic ability of knowledge. Human knowledge is transferred from one to another through education. Due to the expression of knowledge, Hazrat Adam (A.S) proved his superiority before angles and expressed his ablility to become a caliph of Alllah (S W) on earth. The worth and superiority of knowledge has been expressed through several dimentions in the story of Hazrat adam (A.S). Knowledge is the name of deriving the principles of knowledge and applying these principles to those incidents and parts that accur later. Caliphate is an important position for which the eligibility criteria declared by the creator of the word i.e Allah Almighty himself is "knowledge" The Quranic principle of appointing on the status of caliphate comes to light by the study of this story. So, for being appointed on the status of a caliph it is necessary to possess the basic quality of knowledge.

Keywords: Knowledge, Caliphat, Guidance, Honor, Ability, Transferred, Superiority, Deriving, Principles, Applying, Status

---

* پی ایچ ڈی سکالر، ادارہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور

تعارف

قرآن مجید کی ابدی ہدایت میں کوئی شبہ نہیں۔اس کی آیات کی تعداد تو گنی جاسکتی ہے لیکن ان کی معنویت کے بحر بے کنار کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔اس میں احکام،اعتقادات،عبادات،اخبار و قصص اور تذکیر و نصیحت کے تمام موضوعات موجود ہیں۔قران مجید کے بیان کردہ قصص صدیوں سے اہل علم کے غور و فکر اور تحریروں کا مرکز و محور بنے ہوئے ہیں۔قصہ آدمؑ[2] بھی ان قصوں میں سے ایک بہترین قصہ ہے جو قرآن مجید کی بہت سی سورتوں میں مختلف پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔قصہ آدمؑ کی کئی معنوی جہات ہیں جیسا کہ معرکہ خیر و شر میں انسانی ارادہ و اختیار کی اہمیت،اعتراف خطا اور توبہ کا تصور، آدمؑ کی فرشتوں پر فضیلت، تخلیق کائنات اور اس کے اسرار و رموز،علم کی فضیلت و اہمیت،خلافت ارضی اور اس کے انتظامی امور کا علم وغیرہ شامل ہے۔ اگر ان تمام کو اپنی تحریر کا مرکز بنایا جائے تو کتابوں کی کتابیں لکھی جاسکتی ہیں۔لیکن ہم ان جہات سے صرف نظر کرتے ہوئے اپنے موضوع علم وجہء منصب خلافت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔اور اسی جہت کو اپنی تحقیق کا مرکز بنائیں گے۔جیسا کہ اللہ کریم نے فرشتوں کے سامنے خلیفہ بنانے کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً[3] "اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے فرمایا بے شک میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔" اس قصے میں منصب خلافت کے لیے علم کے معیار ہونے کے بارے میں واضح دلائل موجود ہیں۔ذیل میں اسی پر تفصیلاً گفتگو کرتے ہیں۔

علم اور خلافت ارضی

منصب خلافت کے علم کے ساتھ لازم ملزوم ہونے پر بات ہم درج ذیل موضوعات کے تحت کریں گے۔

1۔ماہیت علم	2۔استعداد علم	3۔ تعلیم علم
4۔اظہار علم	5۔شرف علم	6۔اطلاق علم

ماہیت علم

آدمؑ کے قصہ میں وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا[4] وہ بنیادی کلید ہے جو ماہیت علم کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔اللہ نے آدمؑ کو کن کے نام سکھائے؟اس سوال کے جواب میں مفسرین کرام نے متعدد اقوال نقل کیے ہیں ذیل میں ان میں سے چند پیش کیے جاتے ہیں۔

اس سے متعلق تفسیر الماوردی میں لکھا ہے

وفی الأسماء التی علّمها اللہ تعالی آدَمَ, ثلاثة أقْوَالٍ: أحدها: أسماء الملائكة. والثانی: أسماء

ذريته. والثالث: أسماء جميع الأشياء, وهذا قول ابن عباس, وقتادة, ومجاهد.[5]

"اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو جو نام سکھائے اس بارے میں تین اقوال ہیں: اول: ملائکہ کے اسماء کا علم۔ دوم: آدم کی ذریت کے نام ہیں۔ سوم: کائنات کی تمام اشیاء کے نام کا علم، اور یہ ابن عباس، اور قتادہ، اور مجاہد کا قول ہے۔"

صاحب طبری اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں

وهي هذه الأسماء التي يتعارف بها الناس: إنسانٌ ودابة، وأرض وسهل وبحر وجبل وحمار، وأشباه ذلك من الأمم وغيرها.[6]

"اور وہ یہ نام ہیں جن سے لوگ متعارف ہیں: انسان اور چوپائے، زمین، میدان، سمندر، پہاڑ، گدھے اور ان کی مثل مخلوقات وغیرہ"

اہل تاویل نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام لغات سکھا دیں پھر آپ کی اولاد نے ان کے ساتھ کلام کیا۔[7] 4۔ مفردات و مرکبات کے اسماء اور خواص و آثار 5۔ صنعتوں حرفتوں کا علم 6۔ حفظان صحت اور معالجہ امراض کے اصول و قواعد۔[8] 7۔ علم استدلال و اجتہاد اسماء مسمیات پر دلالت کرتے ہیں۔ اسم سے مسمی کے خواص، ماہیت، وجود، مقام اور حیثیت پر استدلال ہوتا ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی بیان القرآن میں اس کی بہت اچھی وضاحت کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں ہر منتظم اور مصلح کے لئے ضروری ہے کہ جس چیز کا انتظام اور اصلاح کرنا چاہے اس کی اصل و حقیقت اور اس کے ہر قسم کے نشیب و فراز سے پورا واقف ہو یہی وجہ ہے کہ اگر حاکم اپنی رعایا کی عادات و رسوم و مزاج اور مصالح و مضار سے واقف نہ ہو کبھی اس کے ہاتھوں ان کا انتظام درست نہیں ہو سکتا اسی طرح یہاں خلیفہ خداوندی کو جب طبائع کی اصلاح کا کام کرنا پڑے گا تو لا بد طبائع کی کیفیات اور خصوصیات اور ان کے تغیر و تبدل سے اس کو پورا آگاہ ہونا چاہیے۔ مزید لکھتے ہیں کہ اس باطنی انتظام کے ساتھ ایک ظاہری انتظام بھی ہے کہ کون سی چیز حلال ہے اور کون سی چیز حرام ہے اس میں بھی ضرورت ہو گی کہ ان چیزوں کے بہت سے حالات و خواص و منافع و مضار معلوم ہوں مثلاً نشہ کی چیز حرام ہے تو اب جو شخص نشہ کی حقیقت و آثار کو نہ جانتا ہو گا اس کے سامنے کوئی شراب پی کر بدمست بھی ہو جائے تو وہ اس کو زجر و تنبیہ و نہی عن المنکر نہیں کر سکتا کیونکہ وہ عذر کر سکتا ہے کہ مجھ کو نشہ ہی نہیں ہوا ہے اور یہ شخص اس کی تکذیب نہیں کر سکتا بخلاف اس شخص کے جو جانتا ہو کہ نشہ دار چیز کی کیا خاصیت ہے اور اس کے پینے سے کیا حالت ہو جاتی ہے وہ شخص اس پر احتساب و احتجاج کر سکتا ہے۔[9]

درج بالا تمام اقوال کا جائزہ لینے سے جس قول کو ترجیح دی جا سکتی ہے وہ آخری قول ہے۔ اور اسی سے علم کی ماہیت و حقیقت متعین ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اگر اشیاء کے محض نام بتا دیے تو ناموں کا یاد کرنا اور بتا دینا ایسا شرف نہیں

کہ صرف اس کی وجہ سے مسجود ملائک ٹھہرے۔ اگر فرشتے اشیاء مادیہ کے ناموں سے واقف نہیں تو جناب میکائیلؑ کا بارش برسانا اور رزق کے معاملات کا نگران ہونا، جناب عزرائیلؑ کا اموات کے فیصلوں کی نگرانی کرنا اور اسی طرح ہر ہر تکوینی امور کے لیے فرشتوں کا مقرر ہونا کیسے درست مانا جائے گا حالانکہ صریح احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔ کراماکاتبین کا وجود جو انسان کے گناہ ثواب کو تحریر کر رہے ہیں قران سے ثابت ہے اگر وہ گناہ ثواب، اسکی اقسام، کیفیات سے آگاہ ہی نہیں تو وہ کس طرح سب کچھ لکھ سکتے ہیں۔ اس طرح اسماء الٰہیہ کا علم بھی فرشتوں کو حاصل تھا۔ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ[10] کا دعویٰ فرشتوں کے اسماء الٰہیہ کی معرفت پر دلالت کرتا ہے۔ تسبیح، تحمید اور تقدیس کا بیان اللہ کی صفات سے بے بہرہ ہو کر ممکن نہ تھا۔

اگر غور کیا جائے تو حضرت آدمؑ کو جو علم اسماء بخشا گیا وہ دلیل واجتہاد کا علم ہے جس کے تحت تمام اقوال بھی جمع ہو جاتے ہیں، شرف آدم بھی ثابت ہوتا ہے اور حقیقت وماہیت علم بھی سامنے آجاتی ہے۔ صرف چند چیزوں کے نام یاد کر لینا کو علم کا مترادف قرار دینا کسی بھی طرح درست نہیں ہو سکتا۔۔ دوسری بات جو عَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ سے علم کی ماہیت کی شناخت کے سلسلے میں سامنے آتی ہے وہ اسم سے مسمیٰ پر استدلال کا علم ہے جسے علم استدلال و اجتہاد کا نام دیا جا سکتا ہے۔

صاحب تفسیر مناراس سلسلے میں لکھتے ہیں

أَيْ أَوْدَعَ فِي نَفْسِهِ عِلْمَ جَمِيعِ الْأَشْيَاءِ مِنْ غَيْرِ تَحْدِيدٍ وَلَا تَعْيِينٍ، فَالْمُرَادُ بِالْأَسْمَاءِ الْمُسَمَّيَاتُ، عَبَّرَ عَنِ الْمَدْلُولِ بِالدَّلِيلِ[11]

'یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کے دل میں بغیر حد بندی اور معین کرنے کے تمام اشیاء کا علم ودیعت کر دیا اور اسماء سے مراد مسمیات ہیں (تمام ناموں والی چیزیں) اللہ تعالیٰ نے دلیل کے ساتھ مدلول کو بیان کر دیا"

گویا کہ دلیل سے مدلول کی طرف ذہن کا منتقل ہونا اور مدلولات سے ان کی اصل کا جان لینا۔ معلوم ہوا علم اس استدلالی قوت کا نام ہے جو جزیئات سے کلیات واصول اخذ کرتی ہے اور کلیات و قواعد سے فروعات و جزئیات کا استخراج کرتی ہے۔ خواص اور خصوصیات پر اشیاء میں انواع واجناس کی تقسیم کر کے ان کی معرفت وشناخت کے اصول متعین کرتی ہے۔ فکر کی قوت جو استدلالات کی مصدر ہے فرشتوں کی نوع کو مطلقاً حاصل نہیں۔ فرشتے تو يَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ[12] پابند ہیں۔ وہ اپنے کاموں کو جانتے ہیں لیکن ان کا جاننا جبلی نوعیت کا ہے عقلی و فکری نہیں۔ "جیسے بچہ ابتدائے ولادت میں ماں کا دودھ پینا جانتا ہے، بطخ کا بچہ تیرنا جاتا ہے اس میں کسی ظاہری تعلیم کی ضرورت نہیں ہوتی۔"[13] علم آدم الاسماء کے موقع پر انسان کو علم استدلال واجتہاد عنایت کیا گیا۔ جس کی وجہ سے اس نے محض ناموں کے بتائے جانے سے مسمیات و مدلولات کو شناخت کیا۔ مولانا عبد الرحمان کیلانی لکھتے ہیں کہ

انسان کو فرشتوں سے جو زائد چیز ودیعت کی گئی تھی۔ وہ تھی زمین کی اشیاء کے نام، ان کے خواص، ان خواص کا علم ہونے سے آگے نامعلوم باتوں تک پہنچے (تحقیق و استنباط) کی قوت و استعداد زمین میں نظام خلافت کے قیام کے لئے یہ قوت انتہائی ضروری تھی جو فرشتوں میں نہیں تھی۔[14] ان کے کام اور ان کی ڈیوٹی کی جو نوعیت تھی اس کے لیے اس کی ضرورت ہی نہ تھی کہ وہ ہر چیز کے نام اور اس کے خواص و آثار کو جانیں۔ اس لیے اللہ نے اس وقت فرشتوں کو یہ راز نہ بتایا تھا[15]۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ انتظام سلطنت چلانے کے لیے صرف عبادت ہی کافی نہیں ہے جیسا کہ فرشتوں کا خیال تھا کہ ہم اللہ کی زیادہ پاکی بیان کرنے والے ہیں تو پھر کسی اور مخلوق کو پیدا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ فرشتوں کا علم تو صرف ان کی ذمہ داریوں کے حساب سے ہے جس کی جو ذمہ داری ہے اس کو بس اتنا ہی علم ہے جب کہ انسان کا علم اس کے برعکس ہے یعنی جامع علم دیا گیا ہے۔ غور و فکر کی وہ استدلالی قوت جس سے انسان معلوم سے نامعلوم تک رسائی حاصل کرتا ہے یہ صرف انسان کو ہی حاصل ہے اور یہی وہ قوت ہے جو زمین میں اقتدار کے لیئے ضروری تھی جو اللہ نے انسان کو بخش کر منصب خلافت کے لائق بنایا۔ منصب خلافت علم کے بغیر ممکن نہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے جب خلافت کی ذمہ داری سونپی تو اس کے تمام انتظامات کو سنبھالنے کی اہلیت بھی ان کے اندر رکھ دی لہٰذا اب اس منصب کا اہل صرف وہی ہو سکتا ہے جو ان تمام معاملات اور انتظامات کا پورا علم رکھتا ہو۔

استعداد علم

اس قصہ پر غور کرنے سے ایک یہ بات بھی ذہن میں آتی ہے کہ انسان کو اللہ نے اسماء کا علم دے کر فرشتوں پر فضیلت بخشی اگر وہ فرشتوں کو بھی سکھانا چاہتا یا سکھا دیتا تو ان کو بھی یہ مقام مل سکتا تھا۔ دوسری بات یہ کہ جب آدمؑ کو ان تمام اشیاء کے نام سکھائے گئے فرشتے کیوں نہ سیکھ سکے؟ مفسرین کرام اس کا جواب لکھتے ہیں کہ فرشتوں کی استعداد اس کی متحمل نہ تھی۔ فرشتوں کو وہ استعداد ودیعت نہیں کی گئی جو انسانوں کو عطا کر دی گئی ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ فرشتوں کو بھی وہ استعداد دی جاتی تو یہ اعتراض اس طور پر بے معنی ہے کہ اس طرح تو کوئی نوع اپنی اصلی حالت پر باقی نہ رہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں اگر ملائکہ میں وہ استعداد پیدا کر دی جاتی تو فرشتے فرشتے نہ رہتے جیسے حس و حرکت خاصہ حیوان کا ہے سو اللہ تعالیٰ کو قدرت ہے کہ جماد میں یہ صفت پیدا کر دے مگر یہ ظاہر ہے کہ وہ اس وقت جماد نہ رہے گا حیوان ہو جائے گا[16] درندوں کو اگر انسانوں کی صلاحیتیں بخش دی جاتیں تو وہ درندے نہ ہوتے انسان ہوتے۔ اشجار میں اگر درندوں کی سی استعداد پیدا کر دی جائے تو اشجار کی نوع باقی نہ رہے۔ اس لیے فرشتوں کو استعداد علم کا نہ دیا جانا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس

استعداد کو قبول کر لینے کے لیے پیدا ہی نہیں ہوئے۔ جس علم کے حصول کی بات یہاں ہو رہی ہے اس کے لیے جس خاص استعداد کی ضرورت تھی وہ صرف اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو کو عطا کی فرشتوں کو عطا نہیں کی گئی۔ مفتی شفیع اس بارے میں لکھتے ہیں:

قرآن کی کسی تصریح یا اشارہ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آدمؑ کو یہ تعلیم کسی تنہائی میں فرشتوں سے علیحدہ دی گئی، اس لئے ہوسکتا ہے تعلیم سب کے لیے عام ہی ہو، مگر اس تعلیم سے فائدہ اٹھانا آدمؑ کی طبیعت میں تھا وہ سیکھ گئے، فرشتوں کی فطرت میں نہ تھا وہ نہ سیکھ سکے[17] احوال طبائع بشریہ کے ادراک کے لئے طبائع بشریہ کا ہونا ضروری ہے جو خاصہ بشر کا ہے اور ملائکہ میں وہ مفقود ہے۔ آدمؑ کی تعلیم کے وقت ملائکہ موجود بھی ہوں تو جس علم کی ان میں استعداد ہی نہیں رکھی گئی اس کو وہ کیسے حاصل کر سکتے تھے۔[18]

انسان کا شرف ہی یہ ہے کہ اس کو استعداد علم فطری طور پر حاصل ہے۔ خلیفۃ اللہ کا منصب آدمؑ کو ملنا بھی اسی بنیادی استعداد کا نتیجہ ہے۔ آج انسانی کاوشوں کے دائرہ توسیع کا جائزہ لیا جائے تو انسان کرہ ارضی پر بیٹھا کروڑوں میل دور ستاروں کو دوربین کے ذریعے اپنی آنکھ سے مشاہدہ کر تا ہے۔ سینکڑوں میل دور اپنی آواز کسی کے کان میں اس طرح پہنچا تا ہے کہ جیسے سرگوشی کی جائے۔ فضاؤں میں مہینوں کا سفر گھنٹوں میں ایک جگہ سے دوسری جگہ باآسانی کر تا ہے۔

معلوم ہوا زمین کی خلافت و حکومت کے لئے ضروری تھا کہ زمینی چیزوں کے نام اور ان کے خواص و آثار کے علم کے ساتھ ساتھ لوگوں کے مزاج و طبائع سے بھی واقفیت ہو تاکہ وہ اپنی رعایا پر عدل و انصاف سے حکمرانی کر سکے ۔اس لیے ان کے حصول کی استعداد بھی اللہ نے حضرت آدمؑ میں رکھی۔ فرشتوں کو ان حالات اور انسانوں سے جب واسطہ ہی نہ پڑنا تھا تو پھر ان کے علم کی کیا ضرورت تھی۔

تعلیم علم

تعلیم علم انسان کا ایک بنیادی وصف ہے جو اسے جمیع مخلوقات سے نمایاں اور ممتاز کر تا ہے۔ انسانی علم ایک سے دوسرے کو تعلیم کے ذریعے ہی منتقل ہو تا ہے۔ لہٰذا اشرف علم صرف آدمؑ تک ہی محدود نہیں۔ بلکہ یہ نسل انسانی کا طرہ امتیاز ہے۔ علم کا لفظ سیکھنے اور سکھانے کے جس عمل کی طرف اشارہ کر تا ہے وہ بھی انسان کو روز الست ودیعت کر دیا گیا ہے۔ صدیوں کی انسانی تاریخ گواہ ہے کہ انسان نے درس و تدریس کے ذریعے انسانی صلاحیتوں کے نکھار اور ارتقاء کے لیے جو کچھ کیا وہ اس کو عطا ہونے والے اس جذبہ کا نتیجہ ہے جس کو قرآن نے وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ[19] سے تعبیر کیا۔

راغب اصفہانی اس کی تفسیر کرتے ہیں:

الدلالة على المسألة إن تعليم الله عباده على أي وجه يكون،[20]

"دلالت ہے اس مسئلے پر کہ اللہ اپنے بندوں کو تعلیم دیتا ہے چاہے اس کی کوئی بھی صورت ہو۔"

جیسا کہ حضرت آدمؑ کو تعلیم دی اور پھر ان کے اس شرف کا اظہار فرشتوں کے سامنے کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے علم اشیاء عطا فرما کر انسان کو اپنی صفت علم سے نوازا۔ قران حکیم کی دیگر آیات بھی اسی فطری جذبہ تعلیم علم کو نمایاں کرتی ہیں۔ ارشاد ربانی ہے۔عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ [21]۔ انسان کا تلمذ روز اول الٰہی درس گاہ میں ہوا اور اس کو درس گاہ ربانی سے یہ اسلوب ودیعت کیا گیا کہ علم کا ملکہ ءراسخہ اپنی ذات تک محدود رکھنے کی بجائے نوع انسانی کی نفع رسانی کی خاطر عام کیا جائے اور استعداد انسانی کو مد نظر رکھتے ہوئے جو جس کے لیے مناسب ہو اس کو سکھایا جائے۔ سکھانے والے یعنی معلم کا خود ماہر ہونا بھی ضروری ہے اور پھر اس تعلیم کو دوسروں تک پہنچانے کے لئے جو معلمانہ مہارت درکار ہے اس کا ہونا بھی بے حد ضروری ہے۔ معلم کے بغیر تعلیم کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا مولانا اشرف علی تھانوی اس بارے میں لکھتے ہیں کہ علم خاص یعنی مہارت تامہ اسی مصلح کے لئے ضروری ہے جو اتالیقی کی حالت رکھتا ہو جیسے حضرات انبیاء علیہم السلام کی شان ہے کہ امم کی خصوصیات اصلاح وتربیت ان کی رائے اور اجتہاد پر مبنی کی گئی ہے اور ملائکہ علیہم السلام کی شان محض سفارت کی ہے کہ ایک معین عبارت یا مضمون انبیاء علیہم السلام کو پہنچا دیا اس میں اس مہارت کی ضرورت نہیں۔[22] اللہ رب العزت نے آدمؑ کو خلافت کی ذمہ داری سونپی اور ساتھ ان کو تعلیم بھی دی کیونکہ علم کے بغیر خلافت کی اتنی بڑی ذمہ داری کو بطریق احسن کیسے ادا کیا جاسکتا تھا۔ حفظ الرحمان سیوہاروی لکھتے ہیں "خلافت الٰہیہ کا مدار کثرت تسبیح وتہلیل اور تقدیس وتمجید پر نہیں بلکہ صفت "علم" پر ہے، اس لیے کہ ارادہ واختیار، قدرت تصرف اور قدرت اختیار یا دوسرے الفاظ میں یوں کہیے حکومت ارضی صفت "علم" کے بغیر ناممکن ہے"[23] علم کا لفظ جہاں انسان کی تعلیم و تعلم کی فطرت کی طرف اشارہ کرتا ہے وہاں یہ بھی ثابت کرتا ہے کہ انسان کی علمی نشوونما بہت سرعت سے ہوتی ہے اور اس کے اندر ملکہ ءتحصیل علم ایسا ہے کہ جو اس کی جستجو اور طلب کو کسی لحہ کم نہیں ہونے دیتا۔ انسانی تعلیم کا تعلق جبلی اور عادات کی سطح کا نہیں ہوتا بلکہ یہ عقلی، فکری، ذہنی نوعیت سے تعلیم ہوتی ہے۔ انسان کے علاوہ تمام جاندار مخلوقات میں تعلیم و تعلم کا عمل جبلی اور حیواناتی سطح سے اوپر نہیں ہوتا ہے۔ لیکن انسان کی قوت عقلیہ وفکریہ ایسی ہے وہ جبلی و فطری سطح سے اوپر اٹھ کر محض فکری و عقلی سطح پر سیکھتا اور سکھاتا ہے۔ فلسفہ و منطق سے لیکر علم ریاضی وہندسہ کے علوم خالص فکری و عقلی ہیں۔

معلوم ہوا تعلیم ہی وہ واحد ذریعہ ہے جس کی مدد سے انسان نے نہ صرف تمام طرح کے علوم حاصل کر کے ترقی کی تمام منازل طے کیں بلکہ وہ تمام اشیاء میں تصرف کے قابل ہو کر منصب خلافت الٰہیہ کی ذمہ داری کو بطریق احسن نبھا رہا ہے۔

اظہار علم

قصہ آدم میں علم سے متعلق ایک اساسی موضوع "اظہار علم" ہے۔ اظہار علم سے آدمؑ نے اپنا شرف فرشتوں پر واضح کیا اور خلیفۃ اللہ فی الارض کے منصب کی لیاقت کو ثابت کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

قَالَ يَا آدَمُ أَنبِئْهُم بِأَسْمَائِهِمْ فَلَمَّا أَنبَأَهُم بِأَسْمَائِهِمْ قَالَ أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ[24]

"فرمایا اے آدمؑ تم فرشتوں کو ان کے نام بتادو۔ جب آدمؑ نے انہیں اسماء بتادیئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کے غیب جانتا ہوں اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اس کو جانتا ہوں۔"

اظہار علم کی ضرورت کب اور کیوں پیش آتی ہے؟ اس کی ضرورت کے مواقع بھی قصہ آدمؑ سے معلوم ہوتے ہیں اور اظہار علم کے اسلوب کے بنیادی عناصر بھی اسی سے پتہ چلتے ہیں۔ شرف آدم سے منسلک اظہار علم کے مواقع اس قصہ میں کیا کیا ہیں وہ درج ذیل نکات کی صورت میں پیش کیے جاتے ہیں۔

1۔ جب کسی منصب کی اہلیت سے متعلق کسی فرد کے اہل یا نا اہل ہونے سے متعلق سوال اٹھایا جائے تو اس وقت اظہار علم لازم ہے جیسا کہ فرشتوں نے آدمؑ کی اہلیت سے متعلق سوال اٹھایا تو آدمؑ کو اظہار علم کا حکم دیا گیا۔

2۔ جب کسی درست بات پر اعتراضات اٹھائے جائیں تو ان اعتراضات کو رفع کرنا لازم ہو جاتا ہے۔ اور یہ اظہار علم کا موقع ہوتا ہے۔ کسی منصب کے حاملین کے لیے اس وقت ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ اظہار علم کریں جب ان کے کسی فیصلے پر سوالات پیدا ہو جائیں۔ اور ماننے والے اپنی تسکین و اطمینان کے لیے توضیح کے طالب ہوں۔ فرشتے جب یہ سمجھتے تھے کہ ان سے افضل کوئی مخلوق پیدا نہ ہو گی تو اس وقت آدمؑ کے علم کے اظہار کا موقع تھا تا کہ آدمؑ کی فضیلت ظاہر ہو سکے۔

إنه لما خلق آدم، أشكل عليهم أن آدم أعلم أم هم؟ فسألهم عن الأسماء، فلم يعرفوها وسأل آدم عن الأسماء فأخبرهم بها، فظهر لهم أن آدم أعلم منهم. ثم أشكل عليهم أنه

أفضل أم هم؟ فأمرهم -سبحانه وتعالى- بالسجود له، فظهر لهم فضله.[25]

"جب آدمؑ کو پیدا کیا تو انہیں (فرشتوں کو) اشکال ہوا کہ آدمؑ اعلم ہیں یا وہ تو اللہ تعالیٰ نے ان سے اسماء پوچھے وہ نہ جانتے تھے۔ آدمؑ سے پوچھے انہوں نے بتا دیئے تو انہیں پتہ چل گیا کہ آدمؑ اعلم ہیں پھر ان پر یہ اشکال ہوا کہ آدمؑ افضل ہیں یا وہ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو آدمؑ کے لیے سجدے کا حکم دے دیا جس سے ملائکہ پر آدمؑ کی فضیلت ظاہر ہو گئی۔"

فرشتے اظہار چاہتے تھے سو ان پر وہ سب کچھ ظاہر کر دیا گیا جس کی وجہ سے وہ سوال کر رہے تھے کہ وہ زمین میں فساد کریں گے۔ **قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ**[26] **تو اللہ نے اس کا اجمالی جواب دیا فرمایا قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ**[27]

تم خلافت الٰہیہ کی حقیقت سے واقف نہیں اس لئے سمجھتے ہو کہ ایک معصوم مخلوق اس کام کو سر انجام دے سکتی ہے اس کے بعد فرشتوں کو اس کا کچھ تفصیلی علم کرانے کے لئے ایک خاص واقعہ کا اظہار کیا گیا۔[28] یہ مظاہرہ فرشتوں کے شبہ کا جواب تھا۔ گویا اس طریقے سے اللہ نے ان کو بتا دیا تھا کہ میں آدمؑ کو صرف اختیارات ہی نہیں دے رہا ہوں، بلکہ علم بھی دے رہا ہوں۔ اس تقرر سے فساد کا جو اندیشہ تمہیں ہوا وہ اس معاملے کا صرف ایک پہلو ہے دوسرا پہلو صلاح کا بھی ہے۔[29]

3۔ جب سامعین و مخاطبین کو کسی بات کی تفہیم میں مشکل پیش آ رہی ہو تو اس کی وضاحت اس طرح کرنا کہ ان کے لیے اس کو سمجھنا آسان ہو جائے۔

اظہار علم کے عناصر اساسی

اظہار علم کے اصول و اساسیات کیا ہیں؟ کسی منصب کے حامل کے لیے اظہار علم کا اسلوب کیا ہونا چاہیے اور کسی بھی موضوع پر اظہار کے عناصر ترکیبی کیا ہوتے ہیں؟ اس قصہ میں اس کی جانب رہنمائی موجود ہے۔ قصہ آدمؑ سے ماخوذ عناصر درج ذیل ہیں:

1۔ اظہار علم کے لیے استدلال کی تمام انواع کو بروئے کار لانا اور کسی ایک نوعیت دلیل پر اکتفا نہ کرنا۔ استدلال کی نوعیت کبھی نقلی ہوتی، کبھی عقلی، کبھی تجرباتی و مشاہداتی اور کبھی تاثراتی و جذباتی۔ فرشتوں نے آدم کے خلیفہ بنانے پر سوال اٹھایا کہ یہ فساد برپا کرے گا کس اصول و استدلال کی بنیاد پر تھا؟ یہ اس اصول پر تھا کہ اللہ کا خلیفہ بننے کا مطلب یقیناً اختیار و ارادہ کی آزادی ہے۔ اور جب ہر انسان اختیار و ارادہ میں آزاد ہو گا تو باہم تصادم لازمی ہے۔ اب اس کا جواب بھی ایسی ہی دلیل سے درکار تھا جس نوعیت کی یہ دلیل تھی۔ لہٰذا دلیل علم

کے ذریعے اس سوال واعتراض کو دور کر دیا گیا کہ ارادہ کی آزادی اس وقت تک فساد ہو سکتی جب تک جہالت کے ساتھ منسلک ہو لیکن جب علم ومعرفت کے ساتھ ارادہ واختیار ہو تو انسان جیسا مصلح کوئی نہیں ہو سکتا۔ امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں کہ ان کے اس گمان کی تردید کے لیے کہ انسان زمین میں فساد کرے گا ان کو ذریت آدمؑ کا مشاہدہ کرایا گیا[30] اور اولاد آدمؑ میں جو انبیاء ورسل، جو مجددین ومصلحین اور جو شہداء اور صدیقین پیدا ہونے والے تھے ان سے ان کو آگاہ کیا گیا تاکہ ان پر واضح ہو سکے کہ اگر اولاد آدمؑ کے اندر ایسے لوگوں کے پیدا ہونے کا امکان ہے جو اللہ کے تفویض کردہ اختیارات کو بے جا طور پر استعمال کریں گے تو ساتھ ہی ان کے اندر ایسے لوگ بھی اٹھیں گے جو خود بھی اس ذمہ داری کا حق ادا کریں گے اور دوسروں کو بھی ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کرنے کے لیے سر دھڑ کی بازیاں لگائیں گے۔[31]

2۔ اظہار علم میں مخاطبین کی نوع، حیثیت اور وجہء سوال کو مد نظر رکھنا۔ قصہ آدم میں سوال کرنے والے فرشتوں کی نوع سے تعلق رکھتے تھے جب کہ جس سے متعلق سوال تھا وہ جنس آدم سے تعلق رکھتا تھا جو مخلوقات کی دوسری نوع ہے۔ اسی طرح آدم سے قبل فرشتوں کی حیثیت ومقام اگرچہ آدم کی تو نہ تھی لیکن بہر حال آدم سے پہلے ان کے مد مقابل کوئی نہ تھا لہٰذا آدم نے آکر فرشتوں سے برتر حیثیت منصب خلافت الٰہیہ پر فائز ہونا تھا اس لیے فرشتوں کی حیثیت کے اعتبار سے یہ سوال مقام ومنصب کے کھو جانے کا تھا۔ فرشتوں کے لیے وجہء سوال شرف ومقام کسی دوسری نوع کو مل جانا تھا جو ان کے نزدیک فرشتوں کے لیے مناسب تھا۔

آدمؑ کی طرف سے جواب ان تینوں چیزوں کو مد نظر رکھ کر دیا گیا کہ تسبیح وتحمید کے جس استدلال سے تم مقام خلافت کے لیے خود کو اہل سمجھتے ہو وہ اس منصب کے لیے بطور اساس درکار نہیں نیز تمہاری تسبیح وتحمید تمہاری نوع کے ساتھ متعلق ہے یعنی تم فرشتے ہو جو گناہ کے مادے سے پاک ہوتے جب وہ گناہ کر ہی نہیں سکتے تو وہ یہ شرف نہیں قائم کر سکتے کہ وہ گناہ کے تارک ہیں اور اللہ کے نافرمان نہیں ہیں۔

جب نافرمانی کی صلاحیت ہی نہیں ہے تو نافرمان نہ ہونا کس طرح شرف ہے؟ لہٰذا فرشتوں کی نوع اس اعتبار سے افضل نہیں ہے۔ انسان میں گناہ کا مادہ ہو گا اور ارادہ کی آزادی ہو گی لیکن وہ اس کے باوجود وہ خود کو گناہوں سے بچائے گا۔ اس لیے نوعی اعتبار سے انسان برتر ہے۔ اس لیے اگر تمہارے مقام ومرتبے کے اوپر اس کو حیثیت مل رہی ہے تو اس کی وجہ اس کی علمی وعملی صلاحیتیں ہیں۔

3۔ اظہار علم میں تقابل کے ذریعے باہمی امتیاز کو واضح کرنا۔ قصہ آدم میں منصب کی اہلیت پر سوال اٹھنے میں جب اظہار علم کا موقع آیا تو قرآن سے واضح ہوتا کہ آدم وفرشتوں میں علمی تقابل کا اسلوب اپنایا گیا تاکہ

آمنے سامنے ہو کر بات واضح ہو۔ فرشتوں سے اسماء کے بارے میں سوال کیا گیا تو وہ جواب نہ دے سکے کیونکہ ان کا علم اس کا احاطہ نہیں کر سکتا تھا۔ جب ان کے سامنے آدمؑ سے پوچھا گیا تو انہوں نے بتا دیا

فلما أخبرهم آدم عليه السّلام بأسماء ما تقاصرت عنها علومهم ظهرت فضيلته عليهم.[32]

"پس جب آدمؑ نے ان کو اسماء کی خبر دی جن سے ملائکہ کے علوم قاصر تھے تو اس طرح آدمؑ کی فضیلت ان پر ظاہر ہو گئی۔"

اس طرح معلوم ہو کہ ایک طرف یہ قصہ اظہار علم کے ذریعے سے آدمؑ کی فضیلت اور فرشتوں کی عاجزی ظاہر کرتا ہے تو دوسری طرف یہ تقابل کے اصول کو اظہار علم میں ایک نمایاں مقام عطا کرتا ہے۔ مختلف مناصب کے لیے اہل لوگوں کو منتخب کرتے وقت جو ان کا زبانی امتحان لیا جاتا ہے تاکہ ان کی قابلیت و اہلیت کو جانچا جا سکے وہ اس اصول تقابل کے تحت قرآن کا منشا کہلا سکتا ہے۔

شرف علم

منصب خلافت کی اہلیت کا واحد ثبوت اور اس کی واحد اساس علم کو قرار دیا گیا اس لیے قصہ آدم میں علم کی شرف و منزلت کو کئی پہلوؤں سے آشکار کی گیا ہے تاکہ انسانوں کے لیے یہ اصول بن جائے ہ شرف و منزلت اور مقام و منصب کو ہمیشہ علم کے ساتھ مختص و مخصوص رکھیں۔

قصہ آدمؑ میں درج ذیل جہات سے شرف علم کو واضح کیا گیا ہے۔

1۔ سورۃ البقرہ کی آیات 30 تا 33 میں علم کے مشتقات و مترادفات کثرت سے استعمال کر کے علم کی اہمیت و شرف کو واضح کیا گیا ہے

أَعْلَمُ ،تَعْلَمُونَ ،عَلَّمَ ،أَنْبِئُونِي،لَا عِلْمَ لَنَا، عَلَّمْتَنَا ،الْعَلِيمُ ،الْحَكِيمُ ، أَنْبِئْهُمْ، أَنْبَأَهُمْ، أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ، وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ،

چار آیات میں بارہ مرتبہ علم کے مشتقات و مترادفات موجود ہیں۔

2۔ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی گفتگو میں تین مرتبہ اللہ کریم کی جس صفت عالیہ کو اس موقع پر مختلف انداز میں بیان کیا گیا ہے وہ صفت علم ہے جو اس پر دلالت کرتی ہے کہ شرف علم صفات کے اعتبار سے ایک نمایاں مقام کی حامل ہے۔ چنانچہ فرشتوں کو پہلی بار اللہ کی جانب سے کہا گیا

إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ[33]

اس میں فرشتوں کے عدم علم اور اللہ کے علم کامل کا اثبات کیا گیا ہے

دوسری بار فرشتوں نے اللہ کی صفت علم کا اقرار کرتے ہوئے کہا
إِنَّكَ أَنتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ [34]
تیسری بار اللہ کے علم بے کراں کا اظہار کرتے ہوئے قرآن مجید اللہ کا فرمان نقل کرتا ہے
إِنِّي أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ [35]
"بے شک میں آسمانوں اور زمین کے غیب جانتا ہوں اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو میں جانتا ہوں۔"

3۔ قصہ آدم میں شرف علم کو اس کے نتیجے سے واضح کیا گیا ہے کہ جب آدم کی علمی برتری فرشتوں پر واضح ہو گئی اور ثابت ہو گیا کہ علم کے اعتبار سے وہ منصب خلافت کا اہل ہے تو اس کے فوراً بعد فرشتوں کو حکم ہوا کہ آدم کو سجدہ کریں۔ واضح ہوا کہ شرف علم نے انسان کو مسجود ملائک بنا دیا جو اس کے مرکز و محور کائنات ہونے کی جانب اشارہ ہے۔ "سلاطین عالم جب کسی کو منصب وزارت پر سرفراز کرتے ہیں تو حکومت کی تمام فوجیں اس کی ماتحتی میں دے دی جاتی ہیں اور وہ آکر سلامی دیتی ہیں۔ اسی طرح حق جل شانہ نے جب حضرت آدمؑ کو منصب خلافت پر سرفراز فرمایا تو اپنے تمام جنود عساکر (یعنی ملائکہ) سے حضرت آدمؑ کو اطاعت اور فرمانبرداری کا سجدہ کرا دیا۔ تاکہ خلافت کے کام میں کسی قسم کا کوئی خلل نہ پیش آئے۔"[36]

4۔ خطائے آدم اور اس کے رد عمل سے شرف علم کی اک ایسی جہت کو واضح کیا گیا جو شاید شرف آدم کی سب سے ارفع و اعلیٰ جہت ہے۔ بھول جانا یا غلطی کرنا شرف علم کے خلاف نہیں۔ قصہ آدمؑ اس پر واضح دلالت کرتا ہے۔ اگر غلطی کرنا علم کے شرف کو زائل کرتا تو جس قرآن نے آدمؑ کے علم کو ثابت کیا ہے وہی کہہ دیتا کہ آدمؑ بے علم ہو گئے تھے (العیاذ باللہ) لیکن ایک لفظ بھی قرآن میں ذکر نہیں ہوا۔ بلکہ شرف علم نے آدم کو خطا کے بعد بھی سرفراز کیا قرآن نے اس کی طرف دو باتوں میں اشارہ کیا ہے۔

اول: فَتَلَقَّىٰ آدَمُ مِن رَّبِّهِ كَلِمَاتٍ [37] "آدم نے اپنے رب سے کلمات حاصل کر لیے" یہ کلمات کا حصول پھر حصول علم کی ہی ایک جہت تھی۔ گویا آدمؑ خطا کے بعد بھی حصول علم کے مرتبے سے نیچے نہیں آئے اور خطا کے بعد کیا کرنا چاہیے؟ اس کے علم کو پا لینے کی طرف بڑھے۔ گویا شرف علم خطا سے پہلے ایک اور جہت سے قائم اور ظاہر تھا اور خطا کے بعد دوسری شان سے سامنے آیا۔

دوم: فَتَابَ عَلَيْهِ [38] "آدم نے رجوع کر لیا۔" رجوع، علمیت کے شرف کی وہ شان ہے جو نسل انسان کا طرہ امتیاز ہے انسان علمی غلطی کرتا ہے اور غلطی پر اصرار نہیں کرتا بلکہ اپنے قصور کا اعتراف کر کے درست بات کو فوراً قبول کر لیتا ہے اور اپنی غلطی کی کوئی توجیہ و تاویل نہیں کرتا بلکہ کہتا ہے ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا۔ گویا جہالت کو ظلم

سمجھتا تھا اور اپنے شرف علم کی طرف لوٹ آتا ہے۔ شرف علم پر آپ ﷺ کے فرمودات نے اس کی اہمیت کو اور واضح کر دیا ہے ۔حدیث مبارکہ ہے۔

ترمذی، میں کثیر بن قیس سے مروی ہے کہ میں مسجد دمشق میں ابو درداء کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی ان کے پاس آیا اور اس نے کہا میں مدینہ رسول ﷺ سے ایک حدیث کے بارے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں جو آپ رسول ﷺ سے بیان کرتے ہیں، اس کے علاوہ میری کوئی حاجت نہیں۔ ابو درداء نے کہا میں نے رسول ﷺ کو فرماتے سنا کہ

مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَبْتَغِي فِيهِ عِلْمًا [ص:49] سَلَكَ اللَّهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الجَنَّةِ، وَإِنَّ المَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضَاءً لِطَالِبِ العِلْمِ، وَإِنَّ العَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الأَرْضِ حَتَّى الحِيتَانُ فِي المَاءِ، وَفَضْلُ العَالِمِ عَلَى العَابِدِ، كَفَضْلِ القَمَرِ عَلَى سَائِرِ الكَوَاكِبِ، إِنَّ العُلَمَاءَ وَرَثَةُ الأَنْبِيَاءِ، إِنَّ الأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا إِنَّمَا وَرَّثُوا العِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَ بِهِ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ۔[39]

"جو شخص ایسی راہ پر چلے جس میں اس کا مقصود صرف علم کا حصول ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کی راہوں میں سے ایک راہ پر گامزن کر دیتا ہے۔ طالب علم کے مقصود پر اپنی رضا کا اظہار کرتے ہوئے فرشتے اس کے لیے اپنے پر جھکاتے ہیں اور آسمانوں اور زمین میں اللہ کی جو مخلوق ہے وہ عالم کے لیے اللہ سے اس کی بخشش کی دعا کرتی ہے۔ یہاں تک کہ پانی کے اندر جو مچھلیاں ہیں، وہ اس کے لیے استغفار کرتی ہیں ایک عالم کو عابد پر ایسی ہی فضیلت حاصل ہے جیسی چودھویں رات کے چاند کو تمام ستاروں پر ہوتی ہے۔ بے شک علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ نبیوں نے وراثت میں درھم و دینار نہیں چھوڑے انہوں نے علم چھوڑا ہے۔ پس جس نے اس کو حاصل کیا اس نے بڑا حصہ لیا۔"

بعض اہل تحقیق نے یہ نکتہ نکالا ہے کہ تخلیق تو ساری موجودات کی ہوئی، جنات کی بھی اور ملائکہ کی بھی، جنت کی بھی اور عرش کی بھی لیکن کسی اور کے قصد تخلیق کے ذکر کا اہتمام قرآن نے نہیں کیا ہے یہ فخر صرف خلقت آدم کے حصے میں آیا اور یہ دلیل ہے آدم کی افضلیت و اشرفیت کی[40]

اس سے معلوم ہوا کہ جس علم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو فرشتوں پر فضیلت بخشی اس کے حصول کے لیے آج بھی اگر کوئی کوشش کرے گا تو وہ قابل احترام ہے اور منصب امامت و منصب خلافت کا اہل ہے۔ اور آج بھی اہل علم کا شرف قائم ہے جو اللہ نے تخلیق آدمؑ کے ساتھ ان کو عطا کیا تھا۔ یہ علم ہی ہے جو شریف آدمی کے شرف کو بڑھا دیتا ہے اور اسی کی وجہ سے کچھ لوگ تخت شاہی پر متمکن ہوئے۔

اطلاق علم

زندگی میں حقائق و واقعات کی کثرت کسی اصول کی متقاضی ہوتی ہے تاکہ انسان کثرت کو کسی وحدانی اصل کے تحت لا کر جزئیات کی تفہیم سکے۔ علم اصولوں کے اخذ کرنے اور انہی اصولوں کا پیش آنے والے واقعات و جزئیات پر اطلاق کرنے کا نام ہے۔ انسان کی دانش مندی اسی کا نام ہے کہ وہ حقائق کو اصولوں کے ساتھ سمجھ لیتا ہے اور اپنی اس تفہیم کو کام میں لاتے ہوئے نئے پیش آنے والے حالات میں بروئے کار لاتا ہے۔ کسی منصب پر فائز انسان کے لئے یہ صلاحیت بہت بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔ حضرت آدمؑ کو **وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ**[41] کے تحت یہ صلاحیت بخشی گئی امام راغب اصفہانی اس سے اس طرح سے استدلال کرتے ہیں۔

فأما معرفة الجزئيات متعرية عن الأصول، فليس بعلم، ولا يقال للعارف بها عالم على الإطلاق، وإنما هو في معرفتها محاك محاكاة الببغاء للألفاظ وإذا كان كذلك، فتعليم الله تعالى آدم الأسماء كلها إعلامه القوانين والأصول المشتملة على الجزئيات والفروع وقد علم أن تعليم الكليات أعظم في الأعجوبة وأشبه بالأمور الإلاهية .[42]

"جزئیات کی معرفت بغیر اصولوں کے جان لینے کے علم نہیں کہلاتا اور اس فرد کو جو صرف جزئیات جانتا ہو علی الاطلاق عالم نہیں کہا جا سکتا اس کا جاننا صرف یہی جاننا ہوتا ہے کہ جس کے سامنے وہ آیا اس کو جان لیا لحاظہ اس کی معرفت چند الفاظ ہوتی ہے جبکہ اللہ نے آدمؑ کو اسماء کی تعلیم دی تو یہ قوانین و اصول کی تعلیم تھی جس کے ذیل میں جزئیات اور فروع تھیں پس ہمیں معلوم ہوا کہ کلیات کی تعلیم ایک عظیم الشان کام ہے اور الٰہی امور کی طرح کا کام ہے۔"

اللہ نے آدمؑ کو کلیات کا علم سکھایا اور ساتھ ہی کلیات کو جزئیات پر اطلاق کرنے کی تعلیم دی جیسا کہ ہم بچوں کو جو کلیات سکھاتے ہیں تو یہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے ہمیں ملتا ہے کہ کلیات کا علم پہلے دیا جائے لحاظہ ہم اسی کا اطلاق حصول تعلیم میں کرتے ہیں۔

فلاسفہ و عقلاء نے علم کی جن دو صورتوں کو علم قرار دیا ہے۔ انہیں استقرائی اور استخراجی طریقہ ہائے علم کا نام دیتے ہیں۔ استقراء کا مطلب جزئیات سے کلیات تک پہنچنا ہے۔ وہ تمام اشیاء کا استقراء کرنے کے بعد اصول بنا لیتا ہے۔ یہ استقراء سے اصول وضع کرنا انسان کا اول، حقیقی اور بنیادی وصف علم ہے۔ آدمؑ کو اسماء کا علم دیا گیا تو اس نے صرف جزئیات یاد نہیں کر لیں تھیں۔ کیونکہ یہ تو صرف حافظے کا کام ہے اور حافظہ لاکھوں کروڑوں اشیاء کو محفوظ کرنے کی صلاحیت رکھ بھی لے تو مسئلہ حل نہیں ہو سکتا جب تک اطلاق علم کے اولین مرحلے استقراء سے اصول سازی نہ کرے۔۔ دوسرا مرحلہ استخراجی ہے جس کو (deductive method) کی اصطلاح سے پکارا جاتا

ہے۔ اس میں علم کے اخذ کردہ اصول کو نئے حالات میں عملی اطلاق کے ذریعے آزما کر مطلوبہ نتائج حاصل کیے جاتے ہیں۔ علم تاریخ سے اصول سازی اور ان اصولوں کا ہر عہد کے سیاسی، سماجی اور مذہبی حالات پر اطلاق اور اس سے درست نتائج کا حصول انسان کی قوت علم کے اطلاقی مظاہر ہیں۔ اطلاق علم سے انسان

الف۔ موجودہ حالات و واقعات کا بہترین تجزیہ کر سکتا ہے۔ اور واقعات کے اسباب و علل جان سکتا ہے۔

ب۔ موجودہ حالات و واقعات کی روشنی میں پیشین گوئی کر سکتا ہے کہ یہ صورت حال کن نتائج و ثمرات تک پہنچائے گی یا ممکنہ طور پر کیا ہونے والا ہے۔ کیونکہ اصولوں کی روشنی میں فروعات تک پہنچنا آسان بھی ہوتا ہے اور بالعموم درست بھی جب تک کہ انسان کسی یک طرفہ سوچ اور تعصب کا شکار نہ ہو جائے۔

ج۔ موجودہ حالات و واقعات اگر ناخوشگوار اور نقصان دہ ہوں تو اصولوں کی روشنی میں انسداد کا لائحہ عمل تیار کیا جا سکتا ہے کیونکہ بہترین تجزیئے کے بعد تدارک ممکن ہو جاتا ہے۔

مناصب پر فائز ہونے کے لیے استقرائی و استخراجی مناہج علم لازمی ہیں جیسا کہ آدمؑ کے قصہ سے واضح ہے۔ اطلاق کی توضیح اس واقعہ سے بھی کی ہے کہ قرآن کہتا ہے۔

فَأَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ[43]

"پس دونوں نے اس سے کھالیا، اور دونوں کے ستر ان پر کھل گئے اور وہ جنت کے پتے اپنے اوپر چپکانے لگے"

آدم اور حوا نے جنت کے ممنوعہ شجر کا ثمر کھایا تو برہنہ ہو گئے۔ حالانکہ اس وقت ان کو شریعت و احکام ودیعت نہیں کیے گئے تھے۔ لیکن انہوں نے اصول ستر خود استقراء سے سیکھ لیا اور اس کا طلاق کرتے ہوئے فوراً خود کو ڈھانپنا شروع کر دیا اور اپنے اخذ کردہ اصول کا اطلاق کیا۔ یہی وہ بنیادی وصف ہے جو انسان کے مناصب کے لیے ضروری بھی ہے اور وجہ اہلیت بھی۔

درج بالا تمام گفتگو سے یہ معلوم ہوا خلافت و نیابت ایک اہم منصب ہے جس کی اہلیت کا معیار خود خالق کائنات نے علم مقرر فرما دیا۔ منصب خلافت پر تقرری کا یہی قرآنی اصول اس قصے کے مطالعے سے سامنے آتا ہے۔ اور فرشتوں کی بات کا جواب" آدمؑ کے علمی تفوق کا اظہار فرما کر دے دیا گیا اور فساد اور خون ریزی سے جو شبہ اس کے استحقاق نیابت پر کیا گیا تھا، اس کا جواب انی اعلم مالا تعلمون کہہ کر دے دیا گیا، جس میں اشارہ ہے کہ جس چیز کو تم نیابت و خلافت کے منافی سمجھ رہے ہو در حقیقت وہی اس کی اہلیت کا سب سے بڑا سبب ہے، کیونکہ نیابت زمین کی ضرورت ہی رفع فساد کے لئے ہے، جہاں فساد نہ ہو وہاں خلیفہ اور نائب بھیجنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ لہٰذا منصب خلافت پر فائز ہونے کے لیے علم کی بنیادی اہلیت سے متصف ہونا ضروری ہے۔

حوالہ جات(References)

[1] ۔ سورۃ البقرہ2:31

Al-Baqara2:31

[2] ۔ قرآن مجید میں حضرت آدمؑ کا قصہ سب سے پہلے ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت آدمؑ کا نام 25 آیات میں 25 مرتبہ آیا ہے تمام سورتوں کا نام بھی موجود ہیں(قصص القرآن 1/24)

[3] ۔ سورۃ البقرہ2:30

Al-Baqara2:30

[4] ۔ سورۃ البقرہ2:31

Al-Baqara2:31

[5] ۔ الماوردي، أبو الحسن علي بن محمد (المتوفى:450ھ)، **تفسير الماوردي = النكت والعيون**، المحقق: السيد ابن عبد المقصود بن عبد الرحيم، (دار الكتب العلمية- بيروت/ لبنان، س ن)، 1/99

Al-Māwardī, Abu Al-Hasan Alī bin Muhammad, *Al-Kúnto wal Ayún*, (Barot: Dārul Kutubul Ilmiya,), 1/99

[6] ۔ الطبري، محمد بن جرير (المتوفى:310ھ)، **جامع البيان في تأويل القرآن**، المحقق: أحمد محمد شاكر، (مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1420ھ-2000م)، 1/482

Al-Tabrī, Muhammad bin Jarīr Tabrī, *Jāmiul Biyān fī Tāwil ul Qurān*, (Labnan: Mousatulrisala, 1420), 1/482

[7] ۔ الصابوني، محمد علي، صفوة التفاسير، **دار الصابوني للطباعة والنشر والتوزيع**–(القاهرة الطبعة: الأولى، 1417ھ-1997م)، 1/41

Al-Sābōni, Muhammad Alī, *Safwat ul Tafāsīr*, (Qahira: Dar ul Sabōnī lil Tabāya, 1417), 1/41

[8] ۔ کاندھلوی، ادریس، **معارف القرآن**، (قرآن محل، لاہور، 2006ء)، 1/122

Kāndalvi, Idrīs, *Muārif ul Qúrān*, (Lahore: Qurān Mahal, 2006), 1/122

[9] ۔ تھانوی، اشرف علی، مولانا، **بیان القرآن**، (ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان، 1427ھ)، 1/25

Thānwī, Ashraf Alī,Mourlana, *Bīyān ul Qurān*, (Lahore: Talīfāt Ashrafia 1427), 1/25

[10] ۔ سورۃ البقرہ2:30

Al-Baqara2:30

[11] ۔ القلموني، محمد رشيد بن علي رضا (المتوفى:1354ھ) **تفسير القرآن الحكيم (تفسير المنار)**، (الهيئة المصرية العامة للكتاب، 1990م)، 1/218

Al-Qalmōnī, Muhammad Rashīd bin Alī Raza, *Tafsīr ul Qurān ul Hakīm*, (Egypt: Al-Hayit ul Misriya tul Ilmat ul Kitāb, 1990), 1/218

[12] ۔ سورۃ التحریم:6

Al-Tahrīm: 6

[13] ۔ مفتی شفیع، **معارف القرآن**، (ادارۃ المعارف، کراچی، 1999ء)، 1/180

Muftī Shāfī, *Muārif ul Qurān*, (Karachi: Idāratul Muārif, 1999), 1/180

[14]ـ کیلانی، عبد الرحمان، مولانا، **تیسیر القرآن**، (مکتبہ السلام، لاہور، 1433ھ)، 1/ 59
Kailāni, Abdul Rehmān, Moulāna, *Tayasarul Qurān*, (Lahore: Maktaba Dār ul Salām, 1433), 1/59

[15]ـ قطب شہید، سید، **فی ظلال القرآن**، (دار الشرق، بیروت، 1412ھ)، 1/ 57
Qutab Shahīd, Syed, *Fī Zilālul Qurān*, (Berut: Dar ul Sharaq, 1412), 1/57

[16]ـ تھانوی، اشرف علی، مولانا، **بیان القرآن**، 1/ 26
Thānwī, Ashraf Alī,Mourlana, *Bīyān ul Qurān*, 1/26

[17]ـ مفتی شفیع، **معارف القرآن**، 1/ 180
Muftī Shāfī, *Muārif ul Qurān*, 1/180

[18]ـ تھانوی، اشرف علی، مولانا، **بیان القرآن**، 1/ 26
Thānwī, Ashraf Alī,Mourlana, *Bīyān ul Qurān*,1/26

[19]ـ سورۃ البقرۃ 2:31
Al-Baqara2:31

[20]ـ الأصفهاني، الراغب، أبو القاسم الحسين بن محمد، **تفسیر الراغب الأصفهاني**، تحقیق (ودراسة: د. محمد عبد العزيز بسيوني، كلية الآداب - جامعة طنطا، الطبعة الأولى: 1420ھ-- 1999م)، 1/ 143
Al-Asfahānī, Al-Rāgib, Abu Al Qāsim Al Hussain bin Muhammad, *Tafsīr ul Rāgib Al Asfahānī,* (Egypt: Tahqīq wo Dirāsat, 1420), 1/143

[21]ـ سورۃ العلق: 5
Al-Alaq: 5

[22]ـ **بیان القرآن**، 1/ 26
Thānwī, Ashraf Alī,Mourlana, *Bīyān ul Qurān*,1/26

[23]ـ سیوہاروی، حفظ الرحمان، **قصص القران**، (مکتبہ مدینہ اردو بازار، لاہور، س۔ن)، 1/ 31
Siyohārī, Hifz ul Rehmān, *Qasas ul Qurān*, (Lahore: Maktaba Madina,),1/31

[24]ـ سورۃ البقرہ 2:33
Al-Baqara2:33

[25]ـ لسمرقندي، أبو الليث نصر بن محمد بن أحمد بن إبراهيم، **بحر العلوم**، س ن 1/ 42
Samr Qandī, Abú Lais Nasar bin Muhammad, *Bahrul Alōm*, 1/42

[26]ـ سورۃ البقرہ 2:30
Al-Baqara2:30

[27]ـ **ایضاً**
Ibid

[28]ـ **معارف القرآن**، 1/ 181
Muftī Shāfī, *Muārif ul Qurān*, 1/181

[29]ـ مودودی، ابو الاعلیٰ، مولانا، **تفہیم القرآن**، (ترجمان القرآن، لاہور، س۔ن)، 1/ 64
Modōdi, Abú Al Aala, Moulana, *Tafhīm ul Qurān*, (Lahore: Tarjamān ul Qurān), 1/64

30 ۔ قرآن مجید میں اس کی تصریح موجود ہے کہ اللہ نے تمام نسل آدمؑ کو ایک مرتبہ نکال کر ان سے اپنے رب ہونے کا اقرار لیا ہے۔ ارشاد فرمایا وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى شَهِدْنَا۔ (الاعراف:172)"اور یاد کرو جب کہ تیرے رب نے تمام بنی آدم یعنی ان کی پیٹھوں سے ان کی ذریت کو نکالا اور ان کو خود ان کے اوپر گواہ بنایا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں انہوں نے اقرار کیا کہ ہاں ہم گواہ ہیں۔"

31 ۔ مفتی شفیع، **معارف القرآن**، 1/160

Muftī Shāfī, *Muārif ul Qurān*, 1/160

32 ۔ القشيري، عبد الكريم بن هوازن بن عبد الملك، لطائف الإشارات = **تفسير القشيري**، المحقق: إبراهيم البسيوني، (الهيئة المصرية العامة للكتاب – مصر، س۔ن)، 1/78

Al-Qashīrī, Abdul Kārīm, bin Hawazan bin Abdul Malik, *Tafsīr ul Qāshīrī*, (Egypt: Dārul Ilma tul Kitāb,), 1/78

33 ۔ سورۃ البقرہ 30:2

Al-Baqara2:30

34 ۔ سورۃ البقرہ 2 :32

Al-Baqara2:32

35 ۔ سورۃ البقرہ 2 :33

Al-Baqara2:33

36 ۔ ادریس کاندھلوی، مولانا، **معارف القرآن**، 1/118

Kāndalvi, Idrīs, *Muārif ul Qúrān*,1/118

37 ۔ سورۃ البقرہ 37:2

Al-Baqara2:33

38 ۔ ایضاً Ibid

39 ۔ الترمذي، محمد بن عیسی، **سنن الترمذي**، الکتاب: ابواب العلم، باب: مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الفِقْهِ عَلَى العِبَادَةِ، 2682 (اس کے علاوہ یہ حدیث مبارکہ ابو داؤد، باب فی فضل العلم، 3641 میں بھی موجود ہے)

Tīrimzī, Muhammad bin Eīsā, *Sunan*, Kitāb: abwab ul Ilam, baab Ma jaa fī faz lullah: 2682

40 ۔ دریابادی، عبد الماجد، مولانا، **تفسیر ماجدی**، (مجلس نشریات قرآن کراچی، 1998ء)، 1/94

Darya Badi, Abdul majīd, *Tāfsir e Mājidī,* (Karachi: Majlis Nashriyat Quran, 1998), 1/94

41 ۔ سورۃ البقرۃ 31:2

Al-Baqara2:31

42 ۔ الراغب الأصفهاني، أبو القاسم الحسين بن محمد، **تفسير الراغب الأصفهاني**، 1/144

Al-Asfahānī, Al-Rāgib, Abu Al Qāsim Al Hussain bin Muhammad, *Tafsīr ul Rāgib Al Asfahānī*,1/144

43 ۔ سورۃ طٰہٰ:121 Taha : 121